© rasailojaraid.com

ولی اللہ کی تعریف

ابوانس محمد یحییٰ گوندلوی
شارح ترمذی ابن ماجہ شمائل ترمذی

سیالکوٹ سے جناب سلیم وقاص صاحب نے دریافت کیا ہے کہ ولی کس کو کہتے ہیں اوراس کی حدود وقیود کیا ہیں؟ ہمارے محلہ میں ایک مولوی صاحب ہیں' جو اپنے خطبات میں اکثر اولیاء کرام کی بڑی فضیلت بیان کرتے ہیں اوراس بارہ میں بڑے دلچسپ واقعات بیان کرتے ہیں' ان کا خیال ہے کہ ولایت اللہ کی عطا ہے' جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بڑا بلند درجہ ہے' جو ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا۔اس کا وہی مستحق ہوتا ہے' جس پر اللہ کا خصوصی فضل ہوتا ہے۔ نیز ولی کا ہر وقت اللہ تعالیٰ سے رابطہ ہوتا ہے' جس کی وجہ سے اس سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے اور اس کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری ہو جاتی ہے۔کیا یہ خیالات کتاب وسنت کے مطابق اور موافق ہیں؟ مہربانی فرما کر کتاب وسنت کے دلائل سے روشنی ڈالیں۔فقط والسلام

''ولی'' عربی زبان کا لفظ ہے' جو عام مستعمل ہے۔قرآن وحدیث میں یہ لفظ متعدد بار مختلف معانی میں وارد ہوا ہے' جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لفظ عربی زبان میں کثیر معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے' جن کا احاطہ قدرے وسیع ہے۔

لغوی معنیٰ:

علامہ فیروز آبادی فرماتے ہیں ﴿(الولی) القرب والدنو والمطر بعد المطر (الولی) الاسم منه المحب والصديق والنصير (والولاية) الامارة والسلطان والولی العتيق والعتيق والصاحب والقريب الولی والرب والناصر والمحب﴾ (ولایۃ اللہ ص۶۲)

''ولی'' کا لغوی معنیٰ قرب ہے۔اس بارش کو بھی کہتے ہیں' جو پہلی بارش کے بعد آئے لفظ ''ولی'' بھی اس سے مشتق ہے جس کے معنیٰ محبّ دوست اور معاون ہے۔ اسی سے لفظ ولایت ہے' جس کا معنیٰ حکومت ہے۔ بادشاہ' آقا' غلام' غلام آزاد کرنے والا' غلام آزاد شدہ' ساتھی' قریب' رب' ناصر' مددگار اور محبّ کو بھی ''ولی'' کہتے ہیں۔

علامہ محمد بن ابی بکر الرازی فرماتے ہیں:

﴿الولی ضد العدو﴾ ''ولی دشمن کی ضد ہے۔'' (مختار الصحاح ص۷۶۲)

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

﴿والولاية ضد العداوة واصل الولاية المحبة والقرب واصل العداوة البغض والبعد﴾ (الفرقان بین اولیاء الرحمان واولیاء الشیطان ص۷)

''ولایت عداوت کی ضد ہے اور ولایت کا اصل محبت اور قرب ہے اور عداوت کا اصل بغض اور بُعد (دوری) ہے۔''

لغات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ مذکورہ بالا معانی کے علاوہ کئی دیگر معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جن میں ذمے دار' حلیف' سسرالی رشتے دار' قریبی رشتے دار اور خصوصاً جن سے نسبی تعلق ہو۔ (جیسا کہ سورة مریم میں ﴿انی خفت الموالی من ورائی﴾ ہے) کے معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

اصطلاحی معنیٰ:

جب اس لفظ کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے تو پھر یہ ایک مخصوص معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

﴿المراد بولی الله العالم بالله تعالىٰ المواظب على طاعته المخلص فی عباد ته﴾ (فتح الباری ص۳۴۲' ج۱۱)

''ولی'' سے مراد وہ شخص ہے' جو اللہ تعالیٰ کے بارہ میں بخوبی علم رکھتا ہو' اس کی اطاعت پر ہمیشگی کرے اور اس کی عبادت میں مخلص ہو۔ (کسی غیر کو اس کے ساتھ شریک نہ کرے۔)

امام شوکانی فرماتے ہیں

﴿اولياء الله هم خلص عبادهٖ القايمون بطاعاته المخلصون له﴾ (ولایۃ اللہ ص۲۲۴)

''اولیاء اللہ: اللہ کے مخلص بندے ہیں' جو اخلاص کے ساتھ اس کی اطاعت پر قائم ہوتے ہیں۔''

حافظ ابن تیمیہ نے ولی کے معنیٰ میں ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے:

﴿ان الولی سمی وليامن موالاته للطاعات ای متابعة لها﴾ (الفرقان: ص۷)

''ولی'' کو اس لئے ''ولی'' کہتے ہیں کہ وہ اطاعت میں اللہ تعالیٰ کے احکام کے پے در پے متابعت اور پیروی کرتا ہے۔

لیکن فرماتے ہیں محبت اور قرب کا جو معنیٰ ہے وہ زیادہ صحیح ہے۔ پھر امام ابن تیمیہ محبت اور قرب کی خود ہی توضیح فرماتے ہیں۔

﴿هو الموافق المتبع له فيما يحبه ويرضاه ويبغضه ويسخطه ويامر به وينهى عنه﴾ (الفرقان: ص۷)

''ولی'' وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی موافقت اور پیروی کرے' جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے وہ بھی اسے پسند کرے اور جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے وہ بھی اسے ناپسند کرے وہ اللہ کے حکم پر حکم کرے اللہ کے منع کئے ہوئے پر منع کرے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بلاشبہ قرآن کریم نے جس جگہ اس لفظ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی ہے، وہاں سے مراد اطاعت اور فرمانبرداری ہے گویا کہ شرعی اصطلاح میں اس لفظ کا معنی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ تو پھر ولی اللہ وہ شخص ہوا جو اللہ تعالیٰ کا مطیع وفرمانبردار ہو۔

حدود وقیود:

اب ہم سوال کی دوسری شق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ ولی کی حدود وقیود کیا ہیں؟ قرآن وحدیث میں اس کی توضیح وتفسیر پوری طرح عیاں ہے، جس کی موجودگی میں ہمیں ادھر ادھر جھانکنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ کریم فرماتے ہیں:

﴿الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون﴾ (یونس:۶۲،۶۳)

''خبردار! بلاشبہ اللہ کے اولیاء پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ پریشان ہونگے جو ایمان دار ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔''

ان آیات کریمہ نے واضح کر دیا ہے کہ ولی اللہ وہ شخص ہوتا ہے جو ایماندار اور متقی ہو گویا کہ ''ولی'' ہونے کیلئے دو شرطیں لازم ہیں اگر کسی شخص میں یہ دونوں شرطیں یا دونوں میں سے ایک بھی مفقود اور معدوم ہے تو وہ ولی اللہ نہیں ہوسکتا۔

ایمان وتقویٰ:

اب یہ ضروری ہے کہ ایمان اور تقویٰ کے لوازمات کو جانا جائے تا کہ ''ولی'' کی حدود وقیود کا تعین ہو سکے۔ ایمان کا معنی یقین ہے جو تین قسم کی تصدیقات پر مشتمل ہوتا ہے۔ زبان سے اقرار، دل کا اس پر اطمینان اور اعضاء بدن سے اس پر عمل، یہ وہ ایمان کی تعریف ہے جس پر سلف صالحین ائمہ اہل سنت کا اجماع ہے۔ ایمان خود بھی اس کا متقاضی ہے کہ کتاب وسنت پر عمل کیا جائے ورنہ ایمان ناقص ہوگا مکمل نہیں۔ امام ابن تیمیہ نے فرمایا:

''ایمان اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان اس کے امر، نہی، وعدہ، وعید، حلال اور حرام کے پہنچانے میں واسطہ ہے وہی ہے، حلال وہی ہوگا جسے اللہ اور رسول حلال قرار دیں اور حرام وہی ہوگا جسے اللہ اور رسول حرام قرار دیں اور دین بھی جو اللہ اور رسول نے مشروع قرار دیا ہے۔ (الفرقان: ص۱۹)

امام ابن تیمیہ نے ایمان اور اطاعت کا جو تقاضا ہے اسے بیان فرمایا ہے کہ ایمان ہی شریعت کی اصل اور معرفت ہے اگر ایمان درست نہیں تو ولایت کا تصور ہی نہیں پیدا ہوسکتا۔ تقویٰ بھی اسی کا تقاضا کرتا ہے، جس کا ایمان تقاضا کرتا ہے۔ متقی کیلئے ضروری ہے کہ وہ امر (احکام) کا پابند ہو اور نواہی (ممنوع امر) سے بچتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ایمان اور تقویٰ لازم وملزوم ہیں۔ کوئی شخص بغیر ایمان کے متقی نہیں ہوسکتا اور بغیر تقویٰ کے ''ولی'' اللہ نہیں ہوسکتا۔

ولایت کسی ہے:

ولایت کوئی ایسا منصب نہیں ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو، جیسا کہ نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے بلکہ ہر ایماندار متقی کتاب وسنت پر عمل کرنے والا اللہ تعالیٰ کا ولی ہوتا ہے۔ ولایت کا سرچشمہ ایمان اور تقویٰ ہے۔ جس کا تعلق اطاعت سے ہے جو شخص جس قدر اطاعت کے امور سرانجام دے گا اور ممنوعات و نواہی سے بچے گا وہ اتنا ہی بڑا ''ولی'' ہوگا۔ بلاشبہ جس قدر انسان خواہ مرد ہو یا عورت تقویٰ میں پختہ ہوگا، اسی قدر اللہ کا مقرب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم﴾ (الحجرات:۱۳)

''بلاشبہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ باعزت وہی ہے جو زیادہ خوف کھانے والا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیه وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبه﴾ (بخاری مع فتح الباری، ص: ۳۴۰، ج۱۱)

''انسان سب سے زیادہ میرے قریب اس وقت ہوتا ہے، جب وہ اس پر عمل کرتا ہے جو میرے ہاں سب سے زیادہ محبوب ہے کہ جسے میں نے اس پر فرض کیا ہے اور بندہ نوافل پڑھنے سے ہمیشہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔''

اس حدیث نے واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب فرائض کی ادائیگی اور نوافل کی کثرت سے ہوتا ہے، جو شخص جس قدر فرائض ونوافل میں اجتہاد وسعی کرتا ہے، وہ اسی قدر اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوجاتا ہے۔

دعویٰ ولایت:

اس حدیث مبارکہ نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ ولایت کا تعلق اعمال صالحہ سے ہے دعویٰ سے نہیں کہ کوئی شخص ولایت کا دعویٰ کرے تو وہ ''ولی'' ہو یا لوگ اسے ولی اللہ کے لقب سے نواز دیں وہ فی نفسہ ''ولی'' ہو بلکہ ولایت میں دعوے کا عنصر سرے سے ہی موجود نہیں کیونکہ ولایت کا انحصار تقویٰ پر ہے جو باطنی امر ہے لہٰذا اس کی شہادت وحی کے بغیر نہیں ہوسکتی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ولایت کی شہادت کے بعد کسی ایک کے بارہ میں درست نہیں کہ اس کی ولایت کی بالجزم شہادت دی جائے بلاشبہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اولیاء اللہ تھے، اس لئے کہ ان کی ولایت کی شہادت اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور ان کیلئے فرمایا ہے:

﴿رضی اللہ عنهم ورضوا عنه ذلک لمن خشی ربه﴾ (البینۃ:۸)

''اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہے وہ اللہ پر راضی ہیں، یہ اس کیلئے ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے۔''

ہاں یہ تو ممکن ہے کہ کسی کے ظاہری عقیدہ و اعمال کو کتاب وسنت کے خلاف پا کر ہم اس کے بارہ میں ظن رکھ سکتے ہیں کہ یہ صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا ہے اور کتاب و سنت کے موافق کسی کے ظاہری عقیدہ واعمال کو دیکھ کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب وسنت کا متبع ہے۔ اس کے بارہ میں ہمارا حسن ظن ہے کہ یہ اللہ کا ولی ہوگا۔ رہا کسی مخصوص شخص کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بارہ میں بالجزم ولایت کا حکم لگانا یہ محض حسن ظن ہے' ایسا حکم صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اولیاء اللہ کی ولایت پر ہی لگ سکتا ہے۔

کرامات:

اس نظریے کی تشہیر بڑے شد و مد سے کی جاتی ہے کہ ولی وہ ہوتا ہے جس سے کرامت ظاہر ہو حالانکہ کرامت ولایت کی شرط نہیں' نہ ہی کتاب وسنت میں ولی کیلئے اس شرط کا ہونا معلوم ہے' ہاں بلاشبہ اولیاء اللہ سے بسا اوقات کرامات کا ظہور ہوتا ہے' جیسا کہ کتب حدیث میں تواتر کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کرامات مذکور ہیں' اسی طرح بعض تابعین عظام سے بھی ظہور ہوا ہے' لیکن یہ ان کے اپنے اختیار سے نہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ کے امر اور اختیار سے ہوا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کرامات بلاشبہ حقیقت پر مبنی تھیں' کیونکہ ان میں اکثر عہد نبوی میں وقوع پذیر ہوئی تھیں' لیکن اس کے بعد کرامات کو کتاب وسنت کے میزان میں تولا جائے گا' اگر وہ اس میزان میں پوری ہیں تو قابل قبول' ورنہ سمجھا جائے گا کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے جس سے وہ اپنا مفاد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ امام شوکانی فرماتے ہیں اولیاء اللہ سے جن مکاشفات صادقہ کا صدور ہوا ہے' تو یہ اس باب سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر کھولا ہے کہ فرمایا:

﴿لقد کان فیما قبلکم محدثون من الامم ناس فان یک فی امتی احد فانه عمر﴾ (بخاری مع فتح الباری ص:۴۲' ج ۷)

''تم سے پہلی امتوں میں محدثین (ملہم) ہوئے ہیں' اگر ان میں سے میری امت میں کوئی ہے تو عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔''

لیکن کسی ''ولی'' کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مکاشفات اور واقعات کے بارہ میں عقیدہ رکھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرامت ہے بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے اقوال اور افعال کو کتاب وسنت پر پیش کرے اگر وہ موافق ہے تو بلاشبہ حق اور کرامت ہے اور کتاب وسنت میں سے کسی ایک کے خلاف ہے تو اسے جان لینا چاہئے کہ یہ دھوکہ اور فریب ہے۔ شیطان نے اس میں طمع کی امید رکھی ہے۔

بلاشبہ عمر رضی اللہ عنہ کے محدث ہونے کی رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے۔ اس کے باوجود وہ صحابہ کرام سے مشورہ کرتے تھے اور جب کسی ایک مسئلہ میں اختلاف ہو جاتا تو اسے کتاب وسنت کی طرف لوٹاتے۔ لہٰذا ہر ''ولی'' پر حق اور لازم ہے کہ کتاب وسنت کی طرف لوٹاتے۔ لہٰذا ہر ''ولی'' پر حق اور لازم ہے کہ کتاب وسنت کی اقتداء کرے اور اپنے اقوال وافعال کو شریعت کے میزان میں تولے جو اس منہج کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ شخص اللہ کا ولی نہیں ہے۔ (ولایۃ: ص۲۳۶' ملخصاً)

صوفیاء حضرات کی کتابوں میں بہت سے واقعات درج ہیں۔ جن کو کرامات کا نام دیا جاتا ہے حالانکہ جب ہم ان واقعات کو کتاب وسنت کے میزان میں تولتے ہیں تو ان میں اکثر کتاب وسنت کی تعلیم کے متضاد پاتے ہیں' لیکن لوگ انہیں کرامات کے نام سے قبول کرتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے ایسے واقعات ہیں' جیسا کہ مردے زندہ کرنا کسی کو اولاد دینا وغیرہ' جن سے اسلام کا بنیادی مسئلہ توحید ختم ہو کر رہ جاتا ہے' بلکہ وہ بہت سے لوگوں کی گمراہی کا باعث اور ذریعہ ہیں۔ لہٰذا ایسے واقعات کو کرامت کا نام نہیں دینا چاہئے بلکہ ضروری ہے کہ انہیں شیطانی وساوس سمجھ کر رد کر دیا جائے۔

عصمت اولیاء:

سوال کی آخری شق یہ ہے کہ ولی کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری ہوتی ہے' اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو ممکن ہے کہ ولی کے منہ سے نکلی ہوئی بات بسا اوقات پوری ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی الله لابره﴾ (مسلم: ص۱۱۴۴' ط دار السلام)

''بعض دفعہ بکھرے بالوں والا جس کو دروازوں سے دھتکارہ جاتا ہے اگر وہ اللہ پر قسم اٹھائے تو اللہ اس کی قسم پوری کر دے۔''

لیکن اسے ایک عام ضابطے کا درجہ دینا غلط ہے۔ جس کا کتاب وسنت میں کوئی جواز نہیں' سلف صالحین میں سے کوئی شخص اس نظریے کا قائل نہیں تھا' سب سے بڑے اولیاء تو صحابہ کرام تھے' جن کے ایمان اور ان پر اپنی خوشنودی کی گواہی اصدق القائلین اللہ کریم نے دی ہے اور ﴿حبب الیکم الایمان وزینه فی قلوبکم اور رضی الله عنهم﴾ فرمایا ہے۔ اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا تھا کہ ہمارے منہ سے جو بات نکلتی ہے' وہ پوری ہو کر رہتی ہے۔ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

﴿ولیس من شرط ولی الله ان یکون معصوما لا یغلط ولا یخطی بل یجوز ان یخفی علیه بعض امور الدین﴾ (فرقان: ص۵۴)

''ولی اللہ کیلئے شرط نہیں کہ وہ معصوم ہو' جو کبھی غلطی اور خطا نہ کرے' بلکہ جائز ہے کہ اس سے شریعت کا کچھ محض علم رہے' جسے وہ نہ جانتا ہو اور دین کے بعض امور اس پر مشتبہ ہو جائیں۔''

عصمت اولیاء کا نظریہ دراصل نصرانیت کا مرہون منت ہے۔ ان سے ہی یہ نظریہ اولاً شیعہ حضرات میں منتقل ہوا انہوں نے اس نظریہ کو ائمہ اہل بیت تک محدود رکھا کہ وہ سمجھتے تھے کہ اہل بیت معصوم ہیں' جن سے غلطی ممکن نہیں۔ اس لئے کہ ان کے اقوال کا ماخذ بھی مشکوٰۃ نبوت ہے۔ لہٰذا جس طرح نبی معصوم ہوتا ہے۔ نبی کے اولیاء اور اولیاء بھی معصوم ہیں۔ ان سے ہی پھر یہ نظریہ صوفیاء حضرات میں آیا لیکن متقدمین صوفیاء اپنے مزعومہ اولیاء کیلئے معصوم کے لفظ کے بجائے محفوظ کا لفظ استعمال کرتے تھے' کہتے تھے نبی معصوم ہے اور ولی محفوظ ہے۔ اگرچہ اس سے مراد معصوم ہی لیتے تھے کہ ولی نہ غلطی کرتا ہے اور نہ گناہ کرتا ہے۔ (منہاج السنۃ: ص۴۴' ج۱)

متاخرین نے تو اس بارہ میں غلو کی تمام حدود پھلانگ دیں۔ برصغیر میں اکثر دیوبندی اور بریلوی حضرات

باقی صفحہ 37 پر

© rasailojaraid.com